قائدِ اعظم اور اُردو

ڈاکٹر محمد خاں اشرف

Dr. Muhammad Khan Ashraf,

Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah snatched Pakistan from the clutches of imperial England and avaracious Hindus and out of the diverse elements of Muslims of India, he created a nation. He gave us our identity, state, nationhood, a homeland and enabled us to live and prosperous as an independent people instead of as a minority in united India. He declared that the national language of Pakistan will be Urdu. Inspite of being shrined in the constitution of Pakistan as a national langugage, it has not been given its promised place. This article analyses its pros and cones and reasons behind this.

قائدِ اعظم محمد علی جناح اول و آخر ایک آئینی شخصیت تھے، آئین پرست اور آئین شناس۔ اگر ان کی درست قدر اور مقام دیکھنا ہو تو یہ جاننا اور ادراک کرنا ضروری ہے کہ تمام زندگی، ان کی ساری جدوجہد اور پاکستان کے قیام کے لیے کاوش قانونی اور آئینی بنیادوں پر استوار تھی، اُن کی پاکستان کے لیے تمام کوششوں اور سرگرمیوں کی بنیاد ''آئین'' اور ''آئین پرستی'' تھی، آئین ہی جمہوریت کی روح اور بنیاد ہوتی ہے۔ آئین اور آئینی بنیادوں کے بغیر نہ تو جمہوریت قائم ہو سکتی ہے اور نہ ہی قائم رہ سکتی ہے۔ قائدِ اعظم کو اس کا شعور تھا اس لیے انھوں نے ہمیشہ آئینی اور قانونی راستہ ہی اختیار کیا، انھوں نے کبھی بھی غیر قانونی ہڑتالوں، عدم تعاون، تشدد اور طاقت کے مظاہروں کا راستہ اختیار نہیں کیا، انھوں نے آئینی طور پر اس حقیقت کو تسلیم کروایا کہ ہندوستان کے مسلمان ایک جدا قوم ہیں اور وہ اپنے تمدن، تہذیب اور رسم و رواج میں ہندو اکثریت سے بالکل جدا ہیں اور ان کو اپنے عقیدے اور کلچر کے مطابق رہنے کے لیے ایک جدا ملک حاصل کرنے کا قانونی اور آئینی حق حاصل ہے۔ اس طرح انھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ ملک حاصل کرنے کے خواب کو حقیقت کی شکل دے دی۔ قائدِ

اعظم جیسے آئین پسند اور قانون شناس راہ نما کے متعلق تاریخ بتاتی ہے کہ انھوں نے مارچ 1948ء میں ڈھاکہ میں یہ اعلان کیا:

''پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہو گی اور اردو کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں ہو گی۔''

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی متعدد موقعوں پر انھوں نے اردو کی اہمیت اور پاکستان کے لیے اس کی مرکزی حیثیت پر زور دیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ردِ عمل میں مشرقی پاکستان میں بنگالی زبان کی تحریک ہی اس کی پاکستان سے علیحدگی کی وجہ بنی۔ اب یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پاکستان کے مختلف صوبوں پر مشتمل ایک وفاق ہے، ہر صوبے میں علیحدہ زبانیں رائج ہیں اور ان پر اردو زبان کو مسلط کر کے ان کی حق تلفی کی جا رہی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ان تمام بیانات اور دعووں کا حقیقت آمیز تجزیہ کیا جائے کہ ان تمام حقائق کی موجودگی میں قائدِ اعظم، جن کی اپنی مادری زبان گجراتی تھی اور اردو سے ان کی شناسائی واجبی سی تھی، انھوں نے اپنی آئین پسندی کے پیشِ نظر ایسے بیانات کیونکر دیے اور ان کی درست صورتحال کیا ہے۔ اس تضاد کو حل کرنے ہی میں پاکستان کا تہذیبی اور قومی وجود ممکنہ خطروں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

☆☆☆

ایک آئین پسند اور جمہوریت پسند لیڈر کے لیے جن کی اپنی زبان بھی اردو نہ تھی ایسا اعلان اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اردو زبان کو پاکستان اور پاکستانی قوم کے لیے نہایت اہم بلکہ ناگزیر سمجھتے تھے، مختلف مقامی زبانیں بولنے والے تمام صوبوں میں صرف اردو ہی واحد زبان تھی جو قدرِ مشترک بھی تھی اور رابطے کا واحد ذریعہ بھی تھی۔ لہٰذا اردو کی حقیقت کو سمجھنا اور بیان کرنا قابلِ فہم ہے لیکن اس کے ساتھ یہ یہ حقیقت کہ اردو پاکستان کے کسی بھی حصے یا صوبے کی مادری زبان نہیں ہے، اس سوال کو اٹھاتا ہے کہ انھوں نے اس کا اعلان ڈھاکہ میں کیا جو کثرت کا صوبہ تھا اور جس کی باشندوں کی اپنی زبان اور کلچر سے وابستگی بہت شدید تھی۔ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ پاکستان بھر میں عوام کو اردو کی اہمیت اور ناگزیریت کا ادراک ہو جائے کہ وہ قائد جس نے پاکستان کو قائم کیا اور جس کی اپنی زبان اردو نہیں ہے وہ بھی اس بات کا داعی ہے کہ اس ملک میں رابطے کے لیے صرف ایک ہی زبان ہے جو اردو ہے۔ لیکن مشرقی پاکستان کے لوگوں نے اس کو اپنے کلچر اور زبان کی نفی تصور کیا، اس کو کچھ تقویت شاید اس احساس سے بھی ملی کہ قائدِ اعظم کے اردگرد جو لیڈر اور بیوروکریٹ موجود تھے ان میں زیادہ کا تعلق اردو زبان کے بولنے والے خطوں یا طبقات سے تھا کہ مشرقی پاکستان میں بھی مسلم لیگ کی قیادت کا ایک حصہ ایسے ہی لوگوں پر مشتمل تھا۔ اس طرح یہ اعلان اور یہ احساس بنگالی قوم پرست گروہ کے ہاتھ میں ایک ہتھیار کی صورت اختیار کر گیا۔ جنھوں نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اس طرح جو اقدام قائد

نے پاکستان کی یک جہتی کو بڑھانے کے لیے اٹھایا تھا وہی ایک طرح سے اس کے خلاف استعمال کیا گیا۔ پس ہمارے سامنے یہ نتیجہ آتا ہے کہ قومی یکجہتی اور وحدت کے لیے جو اقدام اٹھائے جائیں ان پر پوری طرح غور و فکر کرنا چاہیے اور ان کے نزدیک اور دور رس نتائج و عواقب سے بھی آگاہ ہونا چاہیے۔

مندرجہ بالا سیاسی، قومی اور تہذیبی مسائل کو سمجھنے اور ان کا درست ادراک کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ہندوستان میں اردو زبان کی پیدائش، اس کی ترویج و ترقی اور اس سے وابستہ علاقائی و تہذیبی عناصر اور سب سے بڑھ کر خود اس ''اردو زبان'' کے مزاج سے درست آگاہی کریں اور اس کو تاریخ اور سامراجیت اور نوآبادیاتی مطالعات کے مستحکم تصورات اور اصولوں کے زیرِ نظر پرکھیں۔ اگر ہم محض اپنے علاقائی اور سیاسی مقاصد ہی پیشِ نظر رکھیں گے اور اپنے مذہبی سبز شیشوں کی تصوراتی عینک سے ہی دیکھنے پر مصر رہیں گے تو اندیشہ ہے کہ خدانہ کرے مشرقی پاکستان جیسا کوئی اور سانحہ پیش آ جائے۔ مسئلے کو درست طور پر سمجھنا اور اس کی تہ تک رسائی مستقبل کے راستے کے چناؤ کے لیے بہت ضروری ہے اور اس راستے پر قدم رکھے بغیر دوسرے تمام بندوبست خود فریبی ہیں۔

پاکستان کی طرح اردو سے ہماری محبت بھی کسی شک وشبہ سے بالا ہے۔ پاکستان اور نظریہ پاکستان سے وابستگی اور اردو سے وابستگی لازم وملزوم سے ہیں۔ اس لیے یہ زبان تحریکِ پاکستان کی زبان رہی۔ اس زبان نے دوقومی نظریے کو سمجھنے اور اس کو پھیلانے کا عمل انجام دیا۔ اس کے پس منظر اور پیش منظر میں ہندی اور اردو دو زبانوں کا وجود اس کی اہمیت کا ثبوت ہے۔ ہم نے ''اردو بولو، اردو پڑھو اور اردو لکھو'' کا نعرہ اپنایا اور اس کو پاکستان کی قومی زبان کا درجہ دیا لیکن ہم نے اس پر غور نہیں کیا کہ اردو کا مزاج مختلف ہے۔ یہ جارح اور حاوی کلچر کی پیداوار ہے اور یہ جارحیت اور حاوی پن اس کے مزاج میں ہے۔ یہ اپنے ساتھ دوسری اور مقامی زبانوں کا وجود اور استعمال پسند نہیں کرتی۔ لہٰذا اس کو اپنانے میں اس تاثر کو زائل کرنا ہوگا کہ ''اردو'' کے استعمال کا مطلب یہ ہے کہ مقامی زبانیں اپنے مقام اور مرتبے سے ہٹ جائیں گی اور ان کی اپنی حیثیت ختم ہو جائے گی۔

اس تاثر کو مٹانے اور مقامی آبادیوں، صوبوں اور علاقوں کو مجموعی پاکستانی کلچر میں ان کا جائزہ مقام اور حصہ دلانے کے لیے نہایت ہی محتاط عمل اور واضح آئینی طریق کار کی ضرورت ہے کہ پاکستان کے مختلف خطوں کے لوگ اس احساس سے دوچار نہ ہوں کہ انھیں اپنی زبان، اپنے کلچر، اپنے رہن سہن، یعنی مختصر الفاظ میں ان کو اپنی نسلی اور تاریخی وراثت سے محروم کیا جا رہا ہے۔ اس حقیقت کا دانشورانہ اور سیاسی سطح پر ادراک کرنا چاہیے کہ کیا وجہ ہے کہ ایک زبان، جس کو قائد نے پاکستان کی زبان قرار دیا جس کا نفاذ آئینِ پاکستان میں درج ایک اہم شق ہے، جس کو نافذ کرنے کا حکم سپریم کورٹ نے دیا جو پاکستان کی صحافت و رابطہ اور کاروبار کی حاوی زبان ہے وہ کیوں اب تک اس ملک میں نافذ نہیں ہو سکی جہاں اس کا نفاذ تحریکِ پاکستان کا ایک اہم حصہ تھا؟ اسے محض بالا دست طبقے یا بیوروکریسی کی سازش یا انگریزی

پسند گروہوں کی سازش قرار دے کر نعرہ بازی محض اپنے آپ کو دھوکا دینے کی کاوش ہے! اس کی بنیاد میں ہمارے عوام کے کلچر، تہذیب، مقامی زبانوں سے وابستگی، عوام کی اپنی تاریخ، وراثت، لوک ادب سے وابستگی اور سب سے بڑھ کر اپنی جداگانہ شناخت کا مسئلہ ہے۔ کوئی بھی فرد اور گروہ اپنی شناخت سے دست بردار نہیں ہو سکتا جبکہ اردو کا مزاج ایسا ہے کہ مقامی لوگوں کو ان کی شناخت سے محروم ہونے کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس ذہنی، سامراجی رویے کی شناخت کرنا چاہیے اور اردو کی ترویج اور اس کو نافذ کرتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ مقامی شناخت اور انفرادیت کو مجروح نہ کرے۔

☆......☆......☆